سوال

(18) مکھی کے ایک پر میں شفا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

حدیث نبوی ہے :

"إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَإِنَّ فِي أَحَدِ جَنَاحَيْهِ دَاءً، وَفِي الآخَرِ شِفَاءً"

''جب تم میں سے کسی کے برتن میں مکھی پڑجائے توچاہیے کہ اسے دوبارہ ڈبودے کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری ہے اوردوسرے میں شفا''

کیا یہ صحیح اور متفق علیہ حدیث ہے؟اگر کسی نے اس حدیث کا انکار کیا توہو وہ خارج ازاسلام تصور کیا جائے گا؟ عصر حاضر میں بعض ڈاکٹر حضرات اس حدیث کی صحت پر کلام کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ بعض اس کا مذاق اڑاتے ہیں کیونکہ جدید طب کی رو سے مکھی وبائی امراض پھیلانے کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔ ابھی تک کسی نے مکھی کو علاج کی خاطر استعمال نہیں کیا حالانکہ حدیث کہتی ہے کہ اس کے ایک پَر میں شفا ہے۔ براہ کرم تسلی بخش جواب سے نوازیں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

میں ذیل میں اختصار کے ساتھ چند نکات میں جواب دینے کی کوشش کروں گا۔

1۔ یہ حدیث صحیح تو ہے لیکن متفق علیہ نہیں ہے۔ اصطلاحاً متفق علیہ اس حدیث کوکہتے ہیں جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں موجود ہو۔ زیر نظر حدیث صرف بخاری شریف میں ہے اور بخاری شریف کی حیثیت یہ ہے کہ علماء کرام نے ہر دور میں اسے قرآن کے بعد سب سے معتبر کتاب مانا ہے۔

2۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس حدیث میں نہ توکسی اصول دین کا تذکرہ ہے اور نہ اس میں عقیدے سے متعلق کوئی بات کہی گئی ہے، نہ کسی فریضہ دین کا بیان ہے اور نہ حلال وحرام کا تذکرہ ہے، اگرکوئی مسلمان ساری عمر اس حدیث سے بے خبر رہے تویہ بے خبری اس کی دین داری میں کوئی نقص تصور نہیں کی جائے گی۔ اور نہ اس کے عقیدے میں ہی کوئی خلل ہوگا۔ اب ظاہر ہے اس حدیث کو بنیاد بنا کرپورے دین اسلام کو استہزاء وتمسخر کا نشانہ بنانا کسی طرح صحیح نہیں ہوسکتا۔

3۔ یہ حدیث گرچہ صحیح حدیث کے درجے میں ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ اس کا شمار حدیث الاحاد میں ہوتا ہے۔ یعنی تواتر کے ساتھ اس حدیث کی روایت نہیں ہے بلکہ کسی ایک ہی راوی نے اس کی روایت کی ہے۔ حدیث الاحاد کے متعلق علماء حدیث کا اختلاف ہے کہ اسے یقین اور حتمی بات کا درجہ حاصل ہے یا محض غالب گمان کی حدتک محدود ہے۔ اس

بنیاد پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر کوئی مسلمان حدیث الاحاد کا انکار کردے یا اس کے متعلق شک وشبہ میں مبتلا ہوجائے تو اسے خارج از اسلام تصور نہیں کیا جائے گا۔ ہاں اگر کوئی مسلمان اس حدیث کو بنیاد بنا کر پورے دین اسلام کا مذاق اُڑاتا ہے تو اسے بلاشبہ خارج از اسلام تصور کیا جائے گا۔

4۔ اب رہی یہ بات کہ طب اور میڈیکل سائنس کی رو، سے یہ حدیث قابل قبول ہے کہ نہیں تو آپ جان لیں کہ بے شمار ماہرین علم طب نے اس حدیث کی حمایت میں اپنی راویوں کا اظہار کیا ہے۔ مثال کے طور پر میں ڈاکٹر امین رضا (اسکندریہ یونیورسٹی) کے ایک مقالے کا خلاصہ پیش کرتا ہوں۔ یہ مقالہ میگزین "التوحید" میں سن 1977ء میں شائع ہوا تھا۔ وہ لکھتے ہیں :

1۔ کسی شخص کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی حدیث نبوی کا محض اس بنیاد پر انکار کردے کہ وہ جدید علوم سے مطابقت نہیں رکھتی۔ کیونکہ جدید علوم تو ہنوز ترقی کی راہ پر گامزن ہیں۔ ترقی کے اس سفر میں جدید علوم اور جدید نظریات میں تبدیلیاں بھی ہوتی رہتی ہیں۔ آج ایک نظریہ صحیح ہے تو کل اسے غلط قرار دیا جاتا ہے۔

2۔ اس حدیث یا کسی بھی حدیث کو محض اس بنیاد پر ماننے سے انکار کردینا کہ وہ عقل سلیم سے متصادم ہے سراسر غیر معقول سی بات ہے۔ حدیث عقل سے متصادم ہورہی ہے تو اس میں ہماری عقل کا قصور ہے، حدیث کا نہیں۔ ہماری عقل تو ہنوز ناپختہ ہے اور ہمارا علم ابھی تک کافی محدود ہے۔ اور جو باتیں ابھی تک ہمارے علم کے احاطے میں نہیں آسکی ہیں وہ بے شمار اور لامحدود ہیں۔ اس کے مقابلے میں وہ باتیں جن تک ہمارے علم کی رسائی ہوسکی ہے، وہ تو بہت محدود ہیں۔ اگر انسان یہ تصور کرلے کہ اب اس کا علم مکمل ہوچکا ہے اور تحقیق وجستجو کے سارے میدان سر کیے جاچکے ہیں۔ تو یہ انسان کی علمی موت ہے۔ اس لیے اگر حدیث عقل سے ٹکراتی ہے تو انصاف کی بات یہی ہے کہ قصور ہماری عقل کا ہے کیوں کہ ہماری عقل اور علم کو بہت سارے میدان سر کرنے ہیں۔

3۔ یہ بات بھی صحیح نہیں ہے کہ مکھیوں کے ذریعے علاج کرنے کا تصور میڈیکل سائنس میں بالکل مفقود ہے۔ پُرانے زمانے میں بھی مکھیوں کے ذریعے مختلف علاج ہوتے رہے ہیں اور عصر حاضر میں بھی سرجری کے بعض شعبوں میں مکھیوں کے ذریعے علاج کیا گیا ہے۔ رواں صدی کی پہلی تین دہائیوں میں تو مکھیاں اسی مقصد کے لیے پالی جاتی تھیں۔ اس علاج کی بنیاد یہ ہے کہ مکھیوں میں کچھ ایسے بکٹیریا کا انکشاف ہوا ہے جو جراثم کُش ہیں۔ انہیں جراثیم کی سرکوبی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

4۔ اس حدیث میں اس بات سے خبردار کیا گیا ہے کہ مکھیوں میں بیماری کے جراثیم ہیں اور اس بات کا انکشاف جدید سائنس نے صرف دو صدی قبل کیا ہے۔

5۔ اس حدیث میں اس بات کی بھی خبر دی گئی ہے کہ مکھیوں میں شفا کا پہلو بھی ہے۔ یعنی کچھ ایسے مادے ہیں جو جراثیم کش ہیں اور اُس زہر کا اثر زائل کرنے والے ہیں جو زہر خود یہ مکھیاں لے کر آتی ہیں۔ میڈیکل سائنس کے مطابق بکٹیریا جب ایک خاص تعداد میں ہوتے ہیں تو ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے ہیں اور ان میں کا ہر ایک کچھ زہریلے مادوں کی پچکاری سے دوسرے کی جان کے درپے ہوتا ہے۔ اس زہریلے مادوں کو علاج کی خاطر استعمال کیا جاتا ہے جسے ہم اصطلاح میں "مضاد حیوی" یعنی (Anti.Biotic) بھی کہتے ہیں۔ فی زمانہ مضاد حیوی دواؤں کا استعمال زوروں پر ہے۔

6۔ یہ حدیث اس بات کی تعلیم تو نہیں دیتی کہ ہم مکھیوں کا شکار کریں اور پھر زبردستی اپنے برتن میں ڈبوئیں تاکہ اس سے شفا حاصل کرسکیں اور نہ اس بات کی طرف آمادہ کرتی ہے کہ ہم اپنے برتن کھلے رکھیں یا گھر گندا رکھیں تاکہ زیادہ سے زیادہ مکھیاں آئیں۔ بلکہ اس کے برعکس بے شمار ایسی حدیثیں ہیں جو صفائی اور ستھرائی کی تعلیم دیتی ہیں بلکہ اس کی تائید کرتی ہیں۔

7۔ اس حدیث سے یہ مفہوم بھی نہیں لیا جاسکتا کہ اگر کسی کے برتن میں مکھی گرجائے اور اسے اس پانی یا کھانے سے کراہت محسوس ہورہی ہے تو اسے زبردستی کھانے یا پینے پر مجبور کیا جائے۔ اسے کراہت محسوس ہورہی ہو تو وہ شوق سے اس پانی یا کھانے سے ہاتھ ہٹالے۔

8۔ یہ حدیث اس بات سے ہمیں نہیں روکتی ہے کہ ہم مکھیوں کے خاتمے کے لیے ہر ممکن تدبیر اختیار کریں۔ اور یہ حدیث اس بات کی بھی تعلیم نہیں دیتی کہ ہم مکھیوں کی پرورش کریں اور پھر ان سے شفا حاصل کریں۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

[فتاوی یوسف القرضاوی]

احادیث، جلد: 1، صفحہ: 64

محدث فتویٰ